جناب محمد طفیل صاحب

ادعیہ ماثورہ ــــ ادبی محاسن

(۲)

دعاؤں کے آغاز میں یہ لفظ اس لئے ذکر کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالی کی پاکی اور عظمت بیان کر کے اپنی حاجت اس کے حضور پیش کی جائے ۔ یہ لفظ عموماً ایسی دعاؤں کے شروع میں آتا ہے ۔ جن دعاؤں میں اللہ تعالی سے کسی بڑی نعمت کے حصول کے لئے التجاء کی جائے ۔ اس لفظ سے دعا کا معنوی حسن اور ادبی خوبی میں اضافہ ہوتا ہے اور ایک ایسا سماں پیدا ہوتا ہے جس سے انسان اپنے پروردگار کی تقدیس کرتا اور اپنا مدعا حاصل کرتا ہے ۔ اس لفظ کے کثرت استعمال سے شرک جلی اور شرک خفی سے نجات ملتی ہے۔

ادعیہ کے آغاز کے الفاظ اللھم ' ربنا ' اعوذبک اور اسئلک اور سبحان اللہ کو "فواتح الادعیہ" قرار دیا جاسکتا ہے ۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عربی زبان و ادب نے انسان کو دعا کا ایک مربوط طریقہ فراہم کیا ہے ۔ جس کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے تاکہ رب کائنات کے حضور دعا کو قبولیت کا درجہ حاصل ہو۔

"فواتح الادعیہ" کے ادبی پہلو واضح کرنے کے بعد اب ادعیہ کے متن (Text) کے بعض ادبی پہلوؤں کی نشان دہی کرتے ہیں ۔

ادعیہ ماثورہ کے لفظی محاسن اور صوتی اثرات نمایاں ہیں ۔ آپ کسی بھی دعا کا مطالعہ کریں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ وہ ہم قافیہ الفاظ پر مشتمل ہے ۔ لیکن اس میں وزن نہیں ہے ۔ اس لئے وہ شعر نہیں تاہم وہ ایسے موزوں الفاظ پر مشتمل ہے جو خود بخود ہی انسانی زبان پر رواں اور قلب میں جاگزیں ہو جاتے ہیں ۔ اس کی مثال ملاحظہ کیجئے

"رب اغفرلی خطیئتی ' ما قدمت و ما اخرت ' ما اسررت فما اعلنت " (۲۷)

ترجمہ: اے پروردگار ! میری خطائیں معاف کر دے ۔ وہ خطائیں جن کا ارتکاب میں نے پہلے کیا یا بعد میں اور جو خطائیں میں نے چھپائیں یا ظاہر کیں ۔

اس دعا میں نہ لفظ ما قدمت سے فما اعلنت تک چار ہم قافیہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں

بلکہ ان چاروں کو دو حصوں میں تقسیم کرکے یاد کرنے کے لئے آسان بنا دیا گیا ہے ۔ جنہیں یاد کرنا آسان ہو گیا ہے ۔ اسی طرح اس دعا پر غور کیجئے کہ اس کے الفاظ کس قدر آسان ہیں ۔ لیکن اس کے جملے درست ' الفاظ ہم وزن اور معانی وسیع تر ہیں کہ زندگی کی اعلیٰ حقیقتوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوتے ہیں ۔

یہ ادبی حقیقت ایک اور دعا کے ذریعے واضح کی جاتی ہے ۔ کہ چھوٹے چھوٹے فقروں ' آسان الفاظ اور حروف علت یا الفاظ کے صلات کے استعمال سے معانی اور مفاہیم میں ادبی حسن بھر دیا گیا ہے ۔ اس دعاء مسنونہ کا مطالعہ کیجئے ۔

" اللهم انی اسئلک الفوز عند القضاء ' و منازل الشهداء و عیش السعداء و النصرعلی الاعداء ' و موافقة الانبیاء " (۲۸)

ترجمہ اے اللہ ! میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ جب تیری قضاء جاری ہو تو مجھے کامیابی سے ہم کنار کر ' شہداء کا درجہ نصیب فرما ' نیک لوگوں کی زندگی سے سرفراز کر ' دشمنوں کے خلاف میری مدد فرما اور انبیاء (علیہم السلام) کی رفاقت نصیب فرما ۔

یہ دعا پانچ چھوٹے چھوٹے جملوں پر مشتمل ہے ۔ ان میں سے تین جملے دو دو الفاظ پر اور دو جملے تین تین الفاظ پر مشتمل ہیں ۔ پہلے جملے میں لفظ "عند" ہر قضاء کی نشان دہی کرتا ہے جب کہ چوتھے جملے میں لفظ "علی" دشمنوں سے بے زاری کا غماز ہے ۔ جب کہ باقی الفاظ نہ صرف عام فہم بلکہ اردو میں بھی معروف ہیں ' لیکن اپنے اندر ابتداء آفرینش سے انتہائے قیامت تک کے امور کو سموئے ہوئے ہیں ' جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے "جوامع الکلم" ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے ۔ اس دعا میں سہل ترین الفاظ کو بر محل استعمال کیا گیا ہے

بعض "ادعیہ ماثورہ" میں صنعت لفظی کا وصف پایا جاتا ہے کہ الفاظ کو مقدم موخر کرکے ان کے معانی میں تبدیلی اور وسعت پیدا کر دی گئی ہے ۔ اس صنعت لفظی سے لطف اندوز ہونے کے لئے یہ دعا مطالعہ کیجئے ۔

اللهم انفعنی بما علمتنی ' و علمنی ما ینفعنی (۲۹)

ترجمہ : اے اللہ ! جو کچھ تو نے مجھے سکھایا اس سے مجھے فائدہ عطا کر اور مجھے فائدہ مند علم سکھا! ۔

اس دعا میں لفظ نفع اور علم کو پہلے فقرے میں ایک خاص ترکیب کے ساتھ استعمال کیا گیا ۔

جب کہ دوسرے فقرے میں بھی یہی الفاظ استعمال ہوئے تاہم ان کی ترتیب بدل دی گئی جس سے صنعت لفظی اور صنعت قلب دونوں کا سماں پیدا ہو گیا ہے۔ دو اور مثالیں ملاحظہ کیجئے۔

۱۔ یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک (۳۰)

۲۔ اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی

۱۔ ترجمہ: اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔

۲۔ ترجمہ: اے پروردگار! تو سراپا معاف کرنے والا، معاف کرنے کو پسند کرتا ہے اس لئے مجھے معاف کر دے۔

خیر الکلام ما قل ودل (مختصر مگر مدلل گفتگو بہترین ہوتی ہے) کے مصداق یہ دونوں مختصر دعائیں صنعت لفظی کا بہترین نمونہ ہیں کہ اس میں ق ل ب اور ع ف و کے مادوں کو تین بار خوبصورتی کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے اور پہلی دعا میں ہر بار اس مادے کا الگ مفہوم ہے۔ جب کہ دوسری دعا میں ع ف و کا مادہ ایک ہی مفہوم کو بار بار اجاگر کرتا ہے۔

بعض "ادعیہ ماثورہ" کے مطالعہ سے یہ پہلو بھی سامنے آتا ہے کہ افصح العرب ہستی کو زبان پر کامل قدرت اور مکمل دسترس حاصل تھی۔ نیز آپ الفاظ کے انتخاب میں دقیق ادبی فرق کو بھی پیش نظر رکھتے تھے۔ اس فرق کی عمدہ مثال یہ حدیث ہے۔

"اللھم انی اعوذبک من الھم و الحزن و اعوذبک من العجز و الکسل و اعوذبک من الجبن و البخل" (۳۱) (سنن ابی داؤد)

ترجمہ: اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں غم و اندوہ سے، "عاجزی اور کسل مندی سے بزدلی اور بخل سے"

روایات میں ہے کہ صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا صبح وشام مانگا کرتے تھے۔ اس دعا میں لفظ ہم کا تعلق افسوسناکی اور غم سے ہے۔ لیکن اس میں انسان کا ارادہ بھی شامل ہوتا ہے۔ جب کہ "حزن" کا مفہوم بھی غم ہے لیکن وہ خارجی عوامل سے وقوع پذیر ہوتا ہے اور اس میں انسانی ارادوں یا جدوجہد کو دخل نہیں ہوتا۔ اسی طرح لفظ "عجز" بھی کام کی تکمیل کا مانع ہوتا ہے، لیکن یہ ممانعت کسی کمی یا پیدائشی نقص کے باعث ہوتی ہے جب کہ کسل مندی میں نقائص کا دخل کم اور انسانی سستی کاہلی اور کام چوری کا دخل زیادہ ہوتا ہے۔ نیز لفظ "جبن"

انسان کی مردانگی اور قوت ارادی کے فقدان کا نام ہے جب کہ "بخل" ایک اخلاقی برائی ہے۔ جو مال و دولت کے لالچ سے پیدا ہوتی ہے۔

اسی دعا میں لفظ "اعوذبک" کا تکرار اس امر کی نشان دہی کرتا ہے کہ ان سب امور کا تعلق رزائل اخلاق سے ہے اور ہر بری بات سے جداگانہ طور پر اللہ کی پناہ چاہی جائے۔ نیز لفظ "اعوذبک" کے بار بار دہرانے سے معانی میں مضبوطی اور تقویت پیدا ہوتی ہے۔ اور ادبی خوبی تکرار کی آئینہ دار ہے۔

"ادعیہ ماثورہ" کے مختلف متون پر غور کرنے سے یہ امر بھی سامنے آتا ہے کہ ہر موقع کی مناسبت سے الگ الگ ادعیہ مروی ہیں۔ اور ہر دعا کے الفاظ اس موقع کی مناسبت سے ترتیب دیئے گئے ہیں۔ گویا ادعیہ میں موقع کی مناسب اور وقتی ضرورت کو ملحوظ رکھا گیا ہے جو بجائے خود ایک ادبی قدر ہے۔ یہ دعا ملاحظہ فرمایئے۔

۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنی بے خوابی کی شکایت پیش کی۔ آپ نے مجھے جس دعا کی تعلیم دی اس میں اللہ تعالی کی بلیغ حمد وثناء کے بعد یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔

"اھد لیلی ونم عینی" (۳۲)

ترجمہ: اے پروردگار! میری رات پرسکون کردے اور میری آنکھوں کو نیند عطا کر۔ اس دعا میں رات کو پرسکون بنانے اور آنکھوں کو نیند سے آشنا کرنے کی التجا کی گئی ہے جو حضرت زید بن ثابتؓ کی تکلیف کے حل کے لئے موزوں ترین دعا ہے۔

"ادعیہ موثورہ" میں تشبیہ کے ارکان بھی ملتے ہیں۔ تشبیہ مفرد بھی ہے اور تشبیہ مرکب بھی۔ اس کی مثال وہ دعا ہے جو آپ نماز کی تکبیر کہنے اور قرآت پڑھنے کے مابین فرماتے تھے۔

اللھم باعد بینی و بین خطایای ' کما باعدت بین المشرق و المغرب۔

اللھم نقنی من الخطایای ' کما ینقی الثوب الابیض من الدنس (۳۳)

ترجمہ: اے پروردگار! میرے اور میری خطاؤں کے مابین اتنی دوری پیدا کردے جس قدر تو نے مشرق اور مغرب کے مابین دوری پیدا کی ' اور مجھے خطاؤں سے اس طرح اجلا کردے جیسے دھونے سے میلا کچیلا کپڑا صاف ہو جاتا ہے۔

اس دعا کے ذریعے خطاؤں سے وہی دوری مانگی گئی ہے جو مشرق اور مغرب کے درمیان قائم ہے ۔ اس تشبیہ مفرد کے ذریعے یہ امر بیان کیا جا رہا ہے کہ جس طرح مشرق و مغرب کا یکجا جمع ہونا محال ہے ' اسی طرح مجھ سے خطاؤں کا سرزد ہونا محال کر دے اور مجھے نیک کاموں پر مامور کر دے ۔ اسی دعا کے دوسرے حصے میں تشبیہ مرکب ہے کہ جیسے کپڑے کو دھو کر میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے اسی طرح نیکیوں کے ذریعے سے برائیوں کو ختم کر دے کیونکہ " ان الحسنات یذھبن السیئات (سورۃ الھود آیت ۱۱۴)

نیکیاں برائیوں کو زائل کر دیتی ہیں ۔

"ادعیہ ماثورہ" کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ دعاؤں کے الفاظ عام طور پر عام فہم اور آسان ہیں ۔ اور مسلمانوں نے "ادعیہ ماثورہ" کو بکثرت یاد کیااور اپنی عملی زندگی پر لاگو کیا ۔ اس وجہ سے بہت سی ادعیہ ماثورہ کو ضرب المثل (Proverb) کا درجہ حاصل ہوا ۔

۱۔ رضیت با اللہ ربا و بالا سلام دینا و بمحمد نبیا

۲۔ اللھم انی اعوذبک من غلبتہ الدین وقھر الرجال

۳۔ اللھم لامانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت (۳۴)

یہ اور بہت سے "ادعیہ ماثورہ" اس قسم کی زندہ و جاوید مثالیں ہیں جو عربی شعر و نثر میں بکثرت استعمال ہوتی رہیں گی ۔

یوں تو حدیث نبویؐ کا پورا ادب لسانی اور ادبی خوبیوں سے مالا مال ہے ۔ تاہم "ادعیہ ماثورہ" کا سرسری جائزہ لیا جائے تو وہ نہ صرف سہل ممتنع کی حد تک آسان زبان میں محفوظ ہیں بلکہ دعا کرنے والے کی قلبی کیفیات کی ترجمان ' ذہنی فکر کی غماز ' انسانی فروتنی اور عاجزی کی ترجمان اور اللہ تعالی پر اس کے یقین اور تعلق کی آئینہ دار ہیں ۔ ادبی نقطہ نظر سے جب ان ادعیہ کا مطالعہ کیا جاتا ہے ' تو یہ خصوصیات سامنے آتی ہیں ۔

"ادعیہ ماثورہ" پر غور کیا جائے تو ان کے الفاظ مانوس ہیں ۔ الفاظ کے معانی واضح ہیں ۔ ہر لفظ اپنے مفہوم کو واضح طور پر بیان کرتا اور انسانی مدعا کی ترجمانی کرتا ہے ۔ ادعیہ انسانی کیفیات کی مظہر ہوتی ہیں جن کے اظہار کے لئے ادعیہ میں غرب ' نادر الاستعمال یا سوقیانہ الفاظ استعمال نہیں ہوتے بلکہ عرب معاشرے میں روز مرہ استعمال ہونے والے الفاظ منتخب کئے گئے ہیں ۔ ادعیہ کا یہ

وصف کسی ایک دعا کے ذریعے واضح نہیں ہوتا بلکہ بیشتر "ادعیہ ماثورہ" اس کی مثال ہیں ۔ ہم یہاں ایک دعا نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم میں سے جب کوئی شخص سونے کے لئے بستر پر آنے کا ارادہ کرے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کرے پھر دائیں پہلو پر لیٹ کر یہ دعا پڑھے

اللھم انی اسلمت نفسی الیک ' و فوضت امری الیک ' و الجأت ظھری الیک ' رھبتہ و رغبتہ الیک لا ملجا و لا منجا منک الا الیک ' اللھم امنت بکتابک الذی انزلت و نبیک الذی ارسلت (۳۵)

ترجمہ : اے اللہ ! میں اپنے آپ کو تیرے حوالے کرتا ہوں اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کرتا ہوں اور اپنی پیٹھ تیری طرف ٹیکتا ہوں ۔ تجھ ہی سے ڈرتا اور تیری ہی جانب متوجہ ہوتا ہوں تیرے سوا میرا کوئی سہارا اور پناہ گاہ نہیں ۔ اے اللہ ! تیری نازل کردہ کتاب پر اور تیرے بھیجے ہوئے نبی پر میں ایمان لایا ۔

اس دعا کے الفاظ کو پڑھیئے تو ان میں نہ کوئی سوقیانہ لفظ ہے اور نہ ہی کوئی مشکل ' غریب المعنی یا ذو معنی ' مترادف یا قتی معانی کا حامل لفظ مذکور ہے ۔ بلکہ سیدھے سیدھے روز مرہ کے الفاظ میں اپنی التجاء بارگاہ رب القدس میں پیش کی گئی ہے ۔ رافعی نے اس مفہوم کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے ۔

و انک لا تری فیہ حرفا مضطربا ' ولا لفظتہ متبکرھتہ عنی معناھا ' ولا کلمتہ غیرھا اتم منھا اداء المعنی (۳٦)

ترجمہ : آپ (حدیث نبویؐ یا ادعیہ ماثورہ میں) کوئی ایسا لفظ نہیں پاتے جس کے معانی میں تضاد ہوں ۔ نہ ایسا لفظ جو اس مفہوم کے اظہار سے عاری ہو ۔ اور نہ کوئی ایسا لفظ پائیں گے جو مطلوبہ تعبیر کو اس سے بہتر انداز میں واضح کر سکے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ ہر طرح کے تکلف ' دکھاوے ' تشکل پسندی اور کثرت کلام سے پاک تھی ۔ آپ ضرورت کے مطابق گفتگو فرماتے ۔ چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ آپ نہ طویل بات کرتے اور نہ ضرورت سے کم ' یہی سلسلہ آپ نے اپنی ادعیہ مبارکہ میں جاری رکھا ۔ اس لئے دعاؤں کا مطالعہ کریں تو وہ آسان الفاظ کا

انتخاب شستہ ہوتا ہے وہ سجع سے پاک اور غیر ضروری لفاظی سے مبرا ہوتی ہیں ۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمایئے ۔

اللھم انی اعوذبک من قلب لا یخشع ، و دعاء لا یسمع ، و من نفس لا یشبع ومن علم لا ینفع ، واعوذبک من ھو لاء الاربع (۳۷)

ترجمہ : اے اللہ ! میں تجھ سے نہ ڈرنے والے دل سے پناہ مانگتا ہوں غیر مقبول دعا سے پناہ چاہتا ہوں ، سیر نہ ہونے والے نفس سے پناہ چاہتا ہوں ۔ نفع نہ دینے والے علم سے پناہ مانگتا ہوں اور ان چاروں سے تیری پناہ چاہتا ہوں ۔

مذکورہ دعا کا تجزیہ کریں تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ آپ نے جملہ کا آغاز فعل سے نہیں کیا بلکہ کلام کو واضح کرنے اور فعل سے پہلے متعلقات فعل لا کر آپ نے دعا میں ادبی بکتہ پیدا کیا اور پانچوں جملوں کے آخر میں صرف عین پر ختم ہونے والے الفاظ استعمال فرمائے ۔ جن سے دعا کے صوری اور معنوی حسن میں اضافہ ہوا ۔ اور انسان کو یاد کرنے میں بھی آسانی ہوئی لیکن یہ کلام نہ شعر ہے نہ سجع ، جیسا کہ جاحظ کا قول ہے

وکان الذی کرہ الاسجاع بعینھا و ان کانت دون الشعر فی التکلف و الصنعتہ (۳۸)

ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجع کو ہرگز پسند نہیں فرماتے تھے ۔ اگرچہ تکلف اور اپنی ساخت کے لحاظ سے وہ شعر بھی نہیں ہے

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس حقیقت سے بھی بخوبی واقف تھے کہ آپ جو دعائیں مانگتے ہیں وہ پوری ملت اسلامیہ بلکہ ساری انسانیت کے لئے ہیں۔ اس لئے آپ نے دعاؤں میں نہایت مناسب الفاظ استعمال فرمائے۔ ایسے الفاظ جو بھلائی اور خیر کی عکاسی کریں اور زمان و مکان کی قیود سے بالاتر ہوں۔ کیونکہ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ نہ صرف زبانوں کی ترقی کا سفر جاری رہتا ہے بلکہ الفاظ ، محاورات اور روز مرہ کے معانی، مفاہیم اور تعبیرات میں ردو بدل ہوتا رہتا ہے۔ لیکن "ادعیہ ماثورہ" ایسی تبدیلیوں سے مبرا ہیں۔ چنانچہ عہد رسالت مآب کی ادعیہ ہر زمانہ میں من و عن انسانیت کے زیر استعمال رہیں اور مستقبل کا انسان بھی ان دعاؤں سے فیض یاب ہوتا رہے گا۔ کیونکہ ان کے الفاظ کی ادبی اور روحانی قوت ان کی قبولیت کی دلیل ہیں۔ یہ دعا ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گفتگو کر رہے تھے، کہ ان میں سے ایک شخص کو غصہ آگیا اس پر رحمت عالم نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک ایسی دعا سکھاتا ہوں جو تمہیں غصے سے ہمیشہ نجات دلاتی رہے گی۔ چنانچہ آپ نے یہ دعا سکھائی۔

اعوذباللہ من الشیطان الرحیم (سنن ترمذی مسلسل حدیث نمبر۳۵۲۶)(۳۹)

تعوذ بجائے خود ایک ایسی دعا ہے جس کی ادبی قدروقیمت مسلمہ ہے اور اہل لغت، علماء صرف و نحو نے تعوذ کے بارے میں طویل اور مفید بحثیں کی ہیں۔ نیز بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے بتایا کہ انہوں نے اس روحانی نسخہ کو بروئے کار لا کر بارہا غصہ سے نجات پائی۔

ادعیہ کے اختتام میں عموماً لفظ "آمین" کہا جاتا ہے۔ دعاؤں کا یہی مسنون طریقہ ہے اس لفظ کا معنی ہے استجاب (۴۰) "اے پروردگار"! میری دعا قبول فرما! یہ لفظ عربی اور دیگر سامی زبانوں میں اس مفہوم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جب اجتماعی دعا کے آخر میں سب دعا کرنے والے افراد بیک زبان یہ لفظ ادا کرتے ہیں۔ تو ایک ایسا سماں پیدا ہوتا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا پرتو نمایاں ہوتا ہے اور بندے اس امید سے سرشار ہوتے ہیں۔ کہ ان کی دعائیں شرف قبولیت پائیں گی۔

مندرجہ بالا سطور میں ہم نے "ادعیہ ماثورہ" سے چند ادبی نکات بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ یہ نکات ادعیہ کے تمام فنی پہلوؤں اور ادبی محاسن کا احاطہ نہیں کرتے۔ تاہم ان کے ذریعے اس موضوع پر روشنی پڑتی ہے کہ حدیث نبوی کی دیگر اصناف کی طرح "ادعیہ ماثورہ" سے بھی عربی ادب کو نہ صرف نئے نئے الفاظ، محاورات، مفاہیم اور تعبیرات میسر آئیں۔ بلکہ دعاؤں نے انسانی قلب و روح کو بھی جلا بخشی اور انسان کو اپنے خالق حضور، اس طرح لا کھڑا کیا، کہ بندے اور آقا اور خالق و مخلوق کا فرق واضح ہوگیا۔ جو اسلامی تعلیمات کا بنیادی عنصر ہے۔

مصادر و حواشی

۱۔ اس جملہ میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد "فتلقیٰ آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم" (سورۃ بقرہ آیت ۳۷) کی طرف اشارہ ہے مفسرین کرام نے لکھا ہے۔ کہ اس آیت کے ذریعے حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے دعا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخسرین" (سورۃ الاعراف آیت ۲۳) سکھائی گئی تھی۔

۲۔ اس حقیقت کو قرآن حکیم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ وہی چیز دنیا میں باقی رہ سکتی ہے۔ جو انسانیت کی بھلائی کے لئے ہو۔ واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض (سورۃ الرعد آیت ۱۷)۔

۳۔ الطنطاوی الدکتور محمد السید' الدعاء ص ۱۱' القاہرہ الامانتہ العامہ نشر الثقافہ الاسلامیہ' ۱۹۷۶ء۔

۴۔ اس مفہوم کو سمجھنے کے لئے قرآن حکیم میں بہت سی آیات موجود ہیں ملاحظہ فرمایئے سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۶ سورہ النمل آیت ۶۲ اور سورۃ المومن آیت نمبر ۶۰۔

۵۔ سورۃ الفاتحہ آیت ۵ سورۃ الاعراف آیت ۱۹۹ سورۃ طٰہٰ آیت ۴۳۔

۶۔ دعا کی ترغیب دینے کے لئے ارشادات نبوی سنن ترمذی کی کتاب الدعوات میں جمع کر دیئے ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔

(ا) ان الدعاء ینفع مما نزل و مما لم ینزل دعا نازل اور نازل آنے والی مصیبتوں کو ہٹانے کیلئے مفید ہے۔

(ب) الدعاء ھوا العبادہ دعا ہی عبادت ہے۔

(ج) افضل العبادۃ انتظار الفرج تنگی میں فراخی کا انتظار عمدہ عبادت ہے۔

(د) من لم یسأل اللہ یغضب علیہ سوال نہ کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

(ہ) لیس شیء اکرم علی اللہ من الدعاء اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا سب سے معزز عمل ہے۔

امام ابو عیسیٰ ترمذی کے علاوہ ادعیہ ماثورہ پر درج ذیل کتب نظر سے گزری ہیں۔

(ا) الکلم الطیب امام ابن تیمیہ الحرانی الدمشقی متوفی ۷۲۸۔

(ب) الورد المصفی المختار' عبد العزیز بن عبد الرحمن الفیصل آل سعود طبع انصار اللہ المحمدیہ لاہور ۱۹۸۷ء۔

(ج) الدعاء الدکتور محمد السید الطنطاوی۔

(د) شیخ الاسلام ابن تیمیہ انواع الاستفتاح فی الصلوۃ و انواع الاذکار۔ حصن حصین لاہور تاج کمپنی پاکستان۔

(و) حکیم اللہ جہان آبادی مرقع کلیمی طبع مجتبائی دھلی ۱۳۱۱ھ۔

(ز) زین الدین رحب الحنبلی لطائف المعارف' مصر عیسیٰ بابی الحلبی ۱۳۴۳ھ۔

(ک)	النووی المتوفی محی الدین المتوفی ۶۷۶ ' حلیۃ الابرار و شعار الاخیار ' ریاض۔

(ل)	محمد بن علان الصدیقی ' الفتوحات الربانیہ علی الاذکار النوویہ فی مجلدین ' مکتبہ الاسلامیہ ' الریاض۔

(م)	امام زین العابدین ۔ صحیفہ السجادیہ تہران ۱۹۸۴ء۔

(ن)	البخاری محمد سعید ۔ کتاب الدعا طبرانی ۳ جلدیں دار الدراسات الاسلامیہ بیروت ۱۹۸۰ء۔

(ف)	الفقیہ والی عبد الجلیل ۔ تنبیہہ الانام اشفاء الاسلام مصر' مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۲۸ھ۔

(۸) ۔ اس بیان کا بھی منظر یہ ہے ۔ کہ مسلمانوں نے جب بہت سے علوم و فنون وضع کئے اور انہیں ترقی دی۔ تو ان علوم و فنون کے بنیادی اصول کا خمیر قرآن و حدیث نبویؐ کے مواد سے اٹھایا ۔ الفاظ کی صرفی ساخت متعین کرتے وقت علمائے صرف قرآن و حدیث سے استشہاد کرتے ہیں ۔ تفصیل کے لئے دیکھئے علم الصرف کی کتب میزان الصرف اور منشعب وغیرہ جب جملہ کی ترکیب اور مختلف نحوی عوامل ' صلات کے استعمال اور اسم' فعل یا متعلقات فعل وغیرہ پر بحث کی جاتی ہے نیز کوفی اور بصری علمائے نحو کے اختلافات بیان کرتے وقت بھی علمائے نحو قرآن حکیم اور کتب حدیث سے ہی استشہاد کرتے ہیں ۔ تفصیلی مطالعہ کے لئے کتاب سیبویہ 'کتاب المفصل حاشیہ عبد الغفور اور شرح جامی وغیرہ کتب نحو کا مطالعہ کیجئے۔

لغت میں الفاظ کے معانی اور معانی کی مختلف جہتیں اور باریکیاں متعین کرتے وقت نیز الفاظ مترادف یا متضاد الفاظ کے معانی بیان کرتے وقت بھی کتب و حدیث سے ہی مثالیں اخذ کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے العباب الزاخر اور مجمع البحرین صاغانی القاموس فیروز آبادی لسان العرب لمنظور افریقی ۔ اسی طرح علم معانی' علم بیان اور علم بدیع کی کتب بھی حدیث کا یہ پہلو اجاگر کرتی ہیں۔

(۹) ۔ ان دعائیہ الفاظ کا معنی ہے "اے پروردگار! مجھے اپنے بلند ترین ساتھی سے ملا"

(۱۰) ۔ الدعاء مخ العبادہ' الترمذی' ابو عیسیٰ' سنن الترمذی مسلسل حدیث نمبر ۳۴۳۱ طبع بیروت ۱۹۰۸ء۔

(۱۱) ۔ اے میرے پروردگار! مجھے عمدہ ادب کی تعلیم دے۔ العجلونی' کشف الخفاء و مزیل الالباس ج ا ص ۷۲' مکتبہ دار التراث۔

(۱۲) ۔ زمخشری الکشاف ج ا ص ۵۲۷ طبع بیروت ' دار الکتاب العربی۔

(۱۳) ۔ القرطبی ' محمد بن احمد الانصاری' الجامع لاحکام القرآن ج ۵ ص ۲۶۵' القاہرہ دار الکتب المصر ۱۹۶۷/ ۱۳۵۶ھ۔

(۱۴) ۔ الترمذی ' ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ' سنن الترمذی مسلسل حدیث نمبر' بیروت دار لفکر ۱۹۸۰ء۔

(۱۵) ۔ الترمذی ' ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ سنن الترمذی مسلسل حدیث نمبر ۳۶۶۰' بیروت ۱۹۸۰ء۔

(۱۶) ۔ الترمذی' ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ السنن الترمذی' مسلسل حدیث نمبر ۳۵۶۲ بیروت ۱۹۹۰ء۔

(۱۷) ۔ البیضاوی قاضی ناصرالدین ' انوار التنزیل ج ا ص ۵ طبع دار السعادہ ۱۳۱۴ھ۔

(۱۸) ۔ محمد حمید اللہ ' الوثائق السیاسیہ ص ۳۶ طبع بیروت ۱۳۸۹ھ۔

(۱۹) ۔ منظور افریقی ' لسان العرب مادہ لفظ اللہ طبع بیروت۔

(۲۰) ۔ راغب اصفہانی مفردات القرآن ص ۱۸۲۔ ۱۸۳ طبع کراچی ۱۳۸۰ھ ۱۹۶۱ء۔

(۲۱) ۔ اس آیت کی طرف اشارہ ہے ھو الذی خلقکم من تراب ثم من نطفتہ ثم من علقتہ (سورۃ المومن --- آیت ۶۷) اس امر کی تکمیل دوسری آیت سے ہوتی ہے کما ربینی صغیرا (سورۃ الاسراء آیت ۲۴)۔

(۲۲) ۔ اس امر کی تائید قرآنی دعاؤں سے ہوتی ہے ۔ صرف سورۃ البقرۃ کی چند دعائیں ملا حظہ فرمائیے ۔

(ا) ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(ب) ربنا واجعلنا مسلمین لک

(ج) ربنا وابعث فیھم رسولا منھم

(د) ربنا اتنا فی الدنیا حسنہ

(ہ) ربنا لا تو خذ نا انا نسینا او اخطانا

یہ سب دعائیں لفظ "ربنا" سے شروع ہوتی ہیں۔

(۲۳) ۔ یہ مفہوم سورۃ النحل آیت نمبر ۹۸ فا ذا قرات القران فا ستعذ با اللہ من الشیطان الرجیم میں بیان ہوا ہے۔

(۲۴) ۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر۱۸۶ " واذا سالک عبادی عنی فانی قریب" اسی مفہوم کو واضح کرتی ہے۔

(۲۵) ۔ "و رحمتی وسعت کل شئی" سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۵۶ کے ذریعے یہی تعلیم دی گئی ہے کہ دعاؤں کی قبولیت بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہی ممکن ہے ۔ قبولیت دعا میں بندے کا استحقاق نہیں ہوتا اور نہ ہی تگ و دو یا محنت کا ثمرہ ہے۔

(۲۶) ۔ زمخشری جار اللہ ' الکشاف ج ۲ ص ۶۳۶ طبع بیروت' دارالکتاب العربی۔

(۲۷) ۔ الوسی' شہاب الدین محمود' روح المعانی ج ۱۵ ص ۳ طبع دمشق المطبع المنیریہ۔

(۲۸) ۔ الترمذی' ابوعیسیٰ' سنن الترمذی مسلسل حدیث نمبر ۳۴۸۲' بیروت ۱۹۸۰ء۔

(۲۹) ۔ الترمذی ' ابو عیسیٰ ' سنن الترمذی ' مسلسل حدیث نمبر ۳۴۷۹ بیروت' دار لفکر ۱۹۸۰ء۔

(۳۰) ۔ الترمذی ' امام ابو عیسیٰ ' سنن الترمذی مسلسل حدیث نمبر ۳۶۶۹ بیروت ' دارا لفکر ۱۹۸۰ء۔

(۳۱) ۔ الترمذی ' امام ابوعیسیٰ ' سنن الترمذی مسلسل حدیث نمبر ۳۵۸۸ اور حدیث نمبر طبع بیروت دارا لفکر ۱۹۸۰ء۔

(۳۲) ۔ ابو داؤد سجستانی ' سنن ابی داؤد ج ص طبع دارا لفکر بیروت۔

(۳۳) ۔ اس حدیث کو امام غزالی نے علم الیوم واللیلہ میں نقل کیا ہے۔ لیکن مکمل حوالہ نہیں مل سکا۔

(۳۴) ۔ الترمذی' ابوعیسیٰ سنن الترمذی مسلسل حدیث نمبر بیروت دارا لفکر ۱۹۸۰ء۔ (بقیہ صفحہ ۱۹ پر)